Al-Aijaz Research Journal of Islamic Studies & Humanities
(Bi-Annual) Trilingual: Urdu, Arabic and English
ISSN: 2707-1200 (Print) 2707-1219 (Electronic)
Home Page: http://www.arjish.com
Approved by HEC in "Y" Category
Indexed with: IRI (AIOU), Australian Islamic Library, ARI, ISI, SIS, Euro pub.
Published by the Al-Khadim Foundation which is a registered organization under the Societies Registration ACT.XXI of 1860 of Pakistan
Website: www.arjish.com
Copyright Al Khadim Foundation All Rights Reserved © 2020
This work is licensed under a
Creative Commons Attribution 4.0 International License

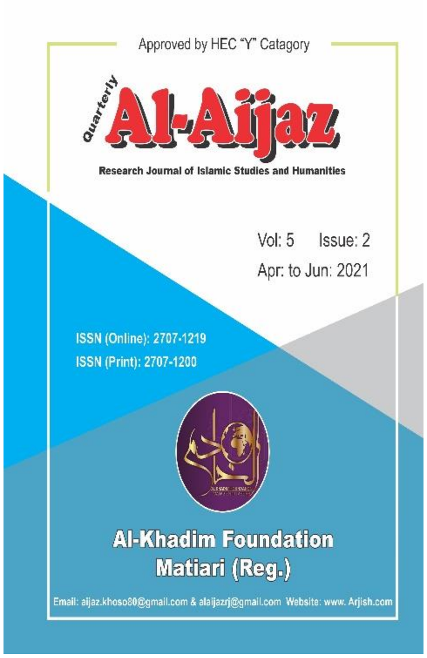

TOPIC:

Comparative Study of Steps Taken by Muslims and Western People about Child Rights in Pakistan and on International Level

AUTHORS:

1. Muhammad Ihsan Ilahi, Lecturer and PhD Scholar GIFT University, Gujranwala.
Email: Ihsan.ilahi@gift.edu.pk
2. Prof. Dr. Muhammad Yousaf Farooqi, Ex. Director General Shariah Academy International Islamic University Islamabad.

How to cite:

Ilahi, M. I. ., & Farooqi, M. Y. . (2021). Urdu-9 Comparative Study of Steps Taken by Muslims and Western People about Child Rights in Pakistan and on International Level. *Al-Aijaz Research Journal of Islamic Studies & Humanities*, *5*(2), 112-130. https://doi.org/10.53575/Urdu9.v5.02(21).112-130

URL: http://www.arjish.com/index.php/arjish/article/view/265

Vol: 5, No. 2 | April to June 2021 | Page: 112-130

Published online: 2021-05-01

QR Code

پاکستان میں اور عالمی سطح پر بچوں کے حقوق کے حوالے سے مسلمانوں و اہل مغرب کی جانب سے کیے گئے اقدامات کا تقابلی جائزہ

Comparative Study of Steps Taken by Muslims and Western People about Child Rights in Pakistan and on International Level

Muhammad Ihsan Ilahi*
Prof. Dr. Muhammad Yousaf Farooqi**

Abstract

The concept of Child rights in Islam is as old as Islam is. Hazrat Muhammad ﷺ focused on two major aspects regarding children one is their right to life with all basic necessities and secondly on their nourishment, education and civilization irrespective of any form of discrimination. While on the other hand, in western world, this concept was given in middle Ages only up to this extent that the children were called as “small adults”. Only there are three turns in history in which this topic of child rights was focused seriously with practical approach but with discriminatory behaves, after world war 1st (1914-1918) in 1919 by Eglantyne Jebb, an English woman, established an organization as “Save the Children Fund” for rehabilitation of European children, affected by war. In 1946 after world war 2nd (1939-1945), “UNICEF” in 1953 was established, with the aim of restoration of children affected by war and then in 1989, the most successful and universally accepted child rights convention was held as UNCRC, 1989. In Pakistan many NGO’s are working on child rights from which Akhuwat Foundation and Saylani Welfare Trust are most prominent. Most importantly, the major role is being played by madrassas and jamiaat by providing free of cost children education, medical and residence. Therefore, it can be said that the participation and services provided by these religious centers (madarassas, dini marakaz, jamiaat and mosques) are more than any other national or international NGO’s and organizations including institutions backed by Government as well.

Keywords: NGO’s, Rights, Trust, Juvenile, Madrassa, Religious Institutions.

"كلكم راع ومسئول عن رعيته، والإمام راع ومسئول عن رعيته، والرجل راع في أهله ومسئول عن رعيته، والمرأة في بيت زوجها راعية ومسئولة عن رعيتها، والخادم في مال سيده راع ومسئول عن رعيته، قال: وحسبت أن قد قال: والرجل راع في مال أبيه[1]."

(تم میں سے ہر کوئی نگہبان ہے اور ہر ایک سے اسکی رعیت کے بارے میں پوچھا جائے گا۔ حاکم بھی نگہبان ہے اس سے اسکی رعیت کے بارے میں پوچھا جائے گا اور مرد اپنے گھر والوں کا نگہبان ہے اور اس سے اسکی رعیت کے بارے میں پوچھا جائے گا اور عورت اپنے خاوند کے گھر کی نگہبان ہے اس سے اسکی رعیت کے بارے میں پوچھی جائے گی اور غلام اپنے صاحب کے مال کا نگہبان ہے اور اس سے اسکی رعیت کے بارے

* Lecturer and PhD Scholar GIFT University, Gujranwala
Email: Ihsan.ilahi@gift.edu.pk
** Ex. Director General Shariah Academy International Islamic University Islamabad.

میں پوچھا جائے گا۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ میں سمجھتا ہوں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا کہ مرد اپنے باپ کے مال کا نگہبان ہے اور اپنی رعیت کے بارے میں پوچھا جائے گا)

اسلام میں ہر فرد کے حقوق متعین ہیں[2]۔ جبکہ اہل مغرب کے ہاں 16^{th} صدی سے قبل بچوں کے حقوق سے متعلق الگ سے بین الاقوامی سطح پر باضابطہ تحریری صورت میں کوئی دستاویز یا قانون موجود نہیں تھا اور نہ ہی کبھی عالمی سطح پر حقوق اطفال پر کوئی خاطر خواہ دستاویز کی صورت میں کوئی کام کیا گیا کہ جس کا حوالہ دیا جا سکے۔ لیکن اگر دین اسلام میں بچوں کے حقوق کی بات کی جائے تو آج سے 15 سو سال قبل جب اسلام کا آغاز ہوا تو ساتھ ہی معاشرے کے ہر فرد بچوں کے حقوق طے کر دیے گئے اور حقوق و فرائض کا ایک مکمل اور جامع ترین آفاقی نظام متعارف کروا دیا گیا۔

مولانا مودودی رحمتہ اللہ علیہ اپنی کتاب "اسلامی ریاست فلسفہ، نظام کار اور اصول حکمرانی" میں بیان کرتے ہیں کہ:

"صرف اللہ ہی ہے جس نے انسان کی رہنمائی اس باب میں کی ہے اور اپنے پیغمبروں کی وساطت سے انسانی حقوق کی واقفیت بہم پہنچائی ہے۔ درحقیقت انسانی حقوق متعین کرنے والا انسان کا خالق ہی ہو سکتا ہے۔ چنانچہ اس خالق نے انسان کے حقوق نہایت تفصیل سے بتائے ہیں"[3]۔

قرآن حکیم میں اللہ تعالیٰ نے سب سے بڑھ کر جو بچوں کو حق دیا ہے وہ ہے حق زندگی۔ عربوں میں بچوں کو زندہ مار دینا یا دفن کر دینا عام تھا اور اس کی مختلف وجوہات تھیں کہ کبھی تو غربت وافلاس کے ڈر سے ایسا کیا جاتا تھا اور کبھی بیٹی پیدا ہوتی تو معاشرے کی طعن سازی کے ڈر سے ایسا کیا جاتا تھا، دین اسلام جب آیا تو اس نے سب سے پہلے جو بچوں کو حق دیا کہ زندہ رہنے کا حق۔ قرآن مجید میں ارشاد ہے:

قل تعالوا اتل ما حرم ربكم عليكم الا تشركوا به شيئًا وبالوالدين احسانًا ولا تقتلوا اولادكم من املاق نحن نرزقكم وایاهم ولا تقربوا الفواحش ما ظهر منها وما بطن ولا تقتلوا النفس التي حرم الله الا بالحق ذٰلكم وصاكم به لعلكم تعقلون [4]

(کہہ دو آؤ میں تمہیں سنا دوں جو تمہارے رب نے تم پر حرام کیا ہے، یہ کہ اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ بناؤ، اور ماں باپ کے ساتھ نیکی کرو، اور تنگدستی کے سبب اپنی اولاد کو قتل نہ کرو، ہم تمہیں اور انہیں رزق دیں گے، اور بے حیائی کے ظاہر اور پوشیدہ کاموں کے قریب نہ جاؤ، اور ناحق کسی جان کو قتل نہ کرو جس کا قتل اللہ نے حرام کیا ہے، (اللہ) تمہیں یہ حکم دیتا ہے تاکہ تم سمجھ جاؤ)

قرآن میں اللہ رب العزت نے عربوں کی جاہلیت کے دور کی روش کا ذکر کیا ہے کہ وہ لوگ جب انکے ہاں بیٹا پیدا ہوتا تو اس کی بہت خوشی کرتے مگر جب انکے ہاں کوئی بیٹی پیدا ہوتی تو اس کو اپنی کمزوری اور معاشرے میں بے عزتی کی علامت سمجھتے۔ بلکہ لڑکی پیدا ہوتی تو اس کو زندہ درگور کر دیتے[5]۔ قرآن مجید کی اس آیت میں اسی بے رحمانہ روایت کا ذکر کیا گیا ہے ارشاد گرامی ہے کہ:

واذا الموءٗدة سئلت باي ذنب قتلت[6]

(اور جب اس لڑکی سے جو زندہ دفنا دی گئی ہو پوچھا جائے گا کہ وہ کس گناہ میں ماری گئی۔)

سید ابوالاعلیٰ مودودی رحمۃاللہ علیہ اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

"اس آیت کے انداز بیان میں ایسی شدید غضبنا کی پائی جاتی ہے جس سے زیادہ سخت غضبنا کی کا تصور نہیں کیا جاسکتا۔ بیٹی کو زندہ گاڑنے والے ماں باپ اللہ کی نگاہ میں ایسے قابل نفرت ہوں گے کہ ان کو مخاطب کر کے یہ نہ پوچھا جائے گا کہ تم نے اس معصوم کو کیوں قتل کیا بلکہ ان سے نگاہ پھیر کر معصوم بچی سے پوچھا جائے گا کہ تو بے چاری آخر کس قصور میں ماری گئی۔ اس میں اہل عرب کو یہ احساس دلایا گیا ہے کہ جاہلیت نے ان کو اخلاقی پستی کی کس انتہا پر پہنچا دیا ہے"۔[7]

علامہ شاطبیؒ رحمتہ اللہ علیہ اپنی مشہور زمانہ کتاب الموافقات میں شریعت کے پانچ مقاصد ذکر فرمائے ہیں:

1۔ حفاظت دین 2۔ حفاظت نفس 3۔ حفاظت نسل 4۔ حفاظت مال 5۔ حفاظت عقل[8]

ان میں دین کا ایک بہت بڑا مقصد نسل کی حفاظت ہے، جو کہ نکاح کے ذریعے محفوظ کیا جاتا ہے، اگر نکاح کا عمل مفقود ہو جائے تو دین کا ایک بہت بڑا مقصد ادھورا رہ جائے گا۔ نسل کی حفاظت شریعت کا ایک مستقل اور تفصیلی موضوع ہے جس پر قرآن کریم، احادیث مقدسہ اور فقہائے کرام نے تفصیلی کلام فرمایا ہے اور بہت سے باریک مسائل کا تعلق اس مقصد سے ہے، جن میں تبدیلی شریعت کی رو سے گوارہ نہیں۔ شریعت اسلامیہ نے حفاظت نسل کے ذریعے اللہ کے بندوں کو ان کے حقوق دلانے کا بہترین انتظام فرمایا تاکہ کوئی بچہ والدین کے پیار سے محروم نہ رہے، اسے باپ کی شفقت اور ماں کی ممتا برابر ملتی رہے، اس کی اچھی تربیت کی جاسکے۔ ساتھ ساتھ اس کے قریبی رشتہ داروں میں ایسے افراد موجود ہوں جو بچے کے درست رویے پر حوصلہ افزائی اور کوتاہیوں پر بروقت تنبیہ کر سکیں۔

بچوں کے حوالے سے اللہ عزوجل نے تعلیم و تعلم کو ایک خاص اہمیت دی ہے۔ اور قرآن مجید کا آغاز ہی اللہ رب العزت نے سب سے پہلے نازل ہونے والی سورۃ کے پہلے لفظ "اقراء" سے کیا اور ایک ہی بار میں پانچ آیات کا نزول فرما دیا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

اقرا باسم ربك الذي خلق خلق الانسان من علق اقرا وربك الاكرم الذي علم بالقلم علم الانسان ما لم يعلم[9]

(اے پیغمبر آپ اپنے رب کا نام لے کر پڑھا کیجیے جس نے پیدا کیا۔ اس نے انسان کو خون کے لوتھڑے سے پیدا کیا۔ آپ قرآن پڑھا کیجیے اور آپ کا رب بڑا کریم ہے۔ جس نے قلم سے تعلیم دی۔ انسان کو ان چیزوں کی تعلیم دی جن کو وہ نہیں جانتا)

اللہ تعالیٰ نے سورہ علق کے بعد دوسری آیت کا نزول فرمایا اور اس کی بھی سب سے پہلی آیت علم سے اور لکھنے والے آلے سے، اسکی قسم اٹھا کر اس کا آغاز فرمایا جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ:

ن والقلم وما يسطرون[10]

(ن اور قسم ہے قلم کی اور جو لکھتے ہیں۔)

جب اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام کے نزول کا آغاز علم سے اور علم کو سیکھنے اور تعلیم و تعلم سے فرمایا ہے تو اس سے یہ استدلال کیا جاسکتا ہے کہ بچوں کی تربیت کا آغاز بھی تدریس علم سے کیا جانا چاہیے کہ نزول وحی کی ترتیب بھی یہی ہے۔ جب بچہ علم سے روشناس ہو گا تو وہ صحیح انسانی اوصاف کا

متحمل ہو گا۔

ان آیات سے اس بات کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تعلیم اور تحصیل علم کو کس قدر اہمیت دی ہے۔اس طرح سے نبی ﷺ نے بھی جب بھی موقع ملا آپ ﷺ نے بھی اپنے اصحاب کے لئے تعلیم و تعلم کا خصوصی اہتمام فرمایا[11]۔ جیسا کہ غزوہ بدر کے موقع پر جب 70 کفار کو قید کر لیا گیا تو ان کی رہائی کے لیے بھی نبی ﷺ نے جو ان میں لکھنا پڑھنا جانتے تھے ان سے کہا کہ اگر وہ مسلمانوں کو تعلیم دیں تو ان کو چھوڑ دیا جائے گا۔

علامہ محمد بن سعد نے (المتوفی:230ھ) نے اپنی کتاب طبقات ابن سعد میں روایت بیان کی ہے کہ :

"ابن سعد نے عامر الشعبی سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے غزوہ بدر کے روز کفار کے 70 افراد کو قیدی بنالیا۔ آپ ﷺ ان کی مالی حیثیت کے مطابق ان کے فدیے مقرر کر رہے تھے۔ مکہ کے لوگ چونکہ لکھنا جانتے تھے لہذا جس کے پاس فدیہ دینے کے لیے مال نہیں تھا مدینہ کے دس بچے اس کے سپرد کر دیے گئے کہ انہیں کتابت سکھائے۔ اس نے انہیں کتابت سکھادی جب بچے لکھنے میں ماہر ہو گئے تو اس کام کو اس شخص کی طرف بطور فدیہ قبول کر لیا گیا"[12]۔

مدارس نے اور علماء نے مسلمانوں کی تہذیبی اقدار کی حفاظت میں گزشتہ ڈیڑھ صدی کے دوران کلیدی کردار ادا کیا ہے اور مسلمانوں کی اخلاقیات و معاشرتی اقدار میں ان کا بڑا اہم کردار ہے جو آج امت مسلمہ میں اس حوالے سے صفات و اقدار پائی جاتی ہیں ان کا سہرا انہی مدا ارس کو ہی جاتا ہے[13]۔

مصر، بغداد اور دمشق کے عظیم مراکز اسی نظام کا تسلسل تھے۔ جو بعد ازاں وسط ایشیاء، غزنی اور خراسان کے راستہ لاہور، دہلی، آگرہ، لکھنؤ اور اجمیر پہنچا۔ مولانا ابوالحسنات ندوی نے اس نظام تعلیم کے تاریخی خدوخال کو تحقیقی انداز میں پیش کیا۔ انہوں نے اس بات کی وضاحت کی ہے کہ اس نظام تعلیم کے تحت اندلس کی درسگاہوں میں شریعت اور زبان کے علوم کے علاوہ کیمیا، فلکیات، ہندسہ، طب، نباتات، حیوانات اور دیگر سائنسی علوم کی تعلیم دی جاتی تھی۔ ابوالحسنات ندوی کے مطابق ہندوستان کے نصاب تعلیم کا تیسرا مرحلہ دور اکبری سے شروع ہوتا ہے ۔جس میں علم طب، علم ہیت جیسے سائنسی علوم کا بھی اضافہ کیا گیا[14]۔

یہ مدارس لاکھوں افراد کو نا صرف مفت تعلیم مہیا کرتے ہیں بلکہ اس کے ساتھ ساتھ خوراک، لباس، رہائش اور کتابوں تک دی جاتی ہیں اس طرح یہ مدارس شرح خواندگی میں معقول اضافے کا باعث بنتے ہیں۔ اہل یورپ کے ہاں تو بچوں کو فری تعلیم مہیا کرنا اور ضرورت مند افراد کے بچوں کو تعلیم کے ساتھ ساتھ بنیادی ضروریات زندگی فراہم کرنے کا تصور تو ڈیڑھ دو صدی ہی صرف پرانا ہے جبکہ اسلام میں تو یہ تصور ابتداء سے عملی طور پر موجود رہا ہے۔

دینی مدارس مسلمانوں کی اس تاریخ اور روایتی نظام تعلیم کا تسلسل ہیں جس سے مسلمانوں کی درخشندہ علمی روایات وابستہ ہیں مدرسہ نظامیہ بغداد کے قیام 459ھ بمطابق 1066ء سے قبل کی درسگاہیں مساجد کے ساتھ ہوتی تھیں جیسے درس گاہ مسجد نبوی، مسجد صفہ، جامع عمرو بن

العاص قاہرہ، جامع منصور بغداد وغیرہ۔ مدرسہ نظامیہ بغداد ادارہ جاتی سطح پر قائم ہونے والی پہلی درسگاہ ہے [15]۔

مدرسہ کا تصور سب سے پہلے اہل نیشاپور (ایران) کے ہاں عمل میں آیا جہاں نیشاپور کے علماء نے مدرسہ بیہقیہ کی بنیاد رکھی۔ نیشاپور میں اس کے علاوہ سلطان محمود غزنوی نے اور ایک اس کے بھائی نصر بن سبکتگین نے مدرسہ سعیدیہ کے نام سے قائم کیا اور چوتھا مدرسہ امام ابن فورک (متوفی: 406ھ) کا وجود میں آیا تھا۔ پھر اس کے بعد مدارس کا ایک جال بچھنا شروع ہو گیا جیسے کہ:

مدرسہ نظامیہ بغداد، مدرسہ سلطان محمود غزنوی، جامعہ قرطبہ، مدرسہ امام ابو حنیفہ، جامعہ ازہر (مصر)

ان مدارس نے وہ دانشور اور علماء و معلم پیدا کیے ہیں کہ جن کی آج بھی علم کی ہر شاخ میں اساسی حیثیت مانی جاتی ہے جیسے کہ امام غزالی، ابن سینا، البیرونی، امام بیہقی، ابن عبد البر اندلسی وغیرہ [16]۔

ان دینی مدارس کی ضرورت و اہمیت کے حوالے سے اگر بات کی جائے تو تاریخ اس بات کی شاہد ہے کہ جب بھی دین اسلام کے خلاف محاذ آرائی کی گئی تو انہیں مدارس اور علماء نے ہی اس کا بھرپور دفاع کیا۔

تاریخ اسلام اس بات کی گواہ ہے کہ جب بھی اسلام کے نظام شریعہ پر کوئی آنچ آئی یا اس کے مٹانے اور کمزور کرنے کی سازش کی گئی تو ہمیشہ امت مسلمہ کا یہی طبقہ سر پر کفن باندھ کر میدان میں اترا۔ خواہ وہ عباسی دور ہو یا سلاطین عثمانی کا یا 1857ء کی جنگ آزادی ہو یا اس کے بعد کے کش مکش ہوں۔ تمام حالات میں انہی مدارس نے اسلامی ورثے کی حفاظت کی ہے [17]۔

جبکہ اگر اہل مغرب کی بات کی جائے تو بچوں کے حقوق کے حوالے سے سب سے پہلے قرون وسطیٰ میں بچوں کو "Small Adults" کا نام دیا گیا۔ 19th صدی میں پہلی دفعہ فرانس میں بچوں کی حفاظت کا ایک نظریہ پیش کیا گیا اور اس حوالے سے "Minor's Rights" کی بات کی گئی۔ پھر 1841ء میں ملازم پیشہ بچوں کے لیے انکی جائے ملازمت پر انکی جسمانی حفاظت کا نظریہ زیر بحث آیا پھر فرانس میں ہی 1881ء میں یہ نظریہ آیا کہ تعلیم بچوں کا بنیادی حق ہے اور اس سے محروم نہیں کیا جانا چاہیے۔ 20th صدی کے آغاز تک، جو آج کے بڑے ترقی یافتہ ممالک ہیں اور جو بڑے بڑے صنعتی ممالک میں جن کا شمار ہوتا ہے وہاں پر بھی بچے بالغ افراد کے ساتھ بہت غیر محفوظ اور مضر صحت ماحول میں ملازمت کرتے تھے۔ پھر 20th صدی میں ہی بچوں کی حفاظت کے لیے طبّی، معاشرتی اور عدالتی سطح پر حقوق فراہم کرنے پر ایک تصور پیش کیا گیا [18]۔

پہلی جنگ عظیم (1918-1914) کے خاتمے کے فوراً بعد اقوام عالم نے اس بات پر غور کیا کہ اس جنگ میں تقریباً 2 کروڑ سے زائد افراد اپنی زندگی سے ہاتھ دھو بیٹھے ہیں [19] تو آئندہ اس طرح کے حالات سے بچاؤ کے لیے کچھ ضروری اقدامات کی ضرورت ہے اس حوالے سے 1919ء میں جمیعت اقوام، لیگ آف نیشنز کا قیام عمل میں لایا گیا [20] جس کا مقصد یہ تھا کہ سب سے مقدم تو لوگوں کو بلا مشروط حق زندگی کا تحفظ فراہم کیا جائے [21]۔

1919ء میں بین الاقوامی سطح پر سب سے پہلے بچوں کے حقوق کی طرف ایک انگریز برطانوی خاتون "Eglantyne Jebb" نے توجہ

دلوائی[22]۔اس نے "Save the Children Fund" کے نام سے ایک تنظیم بنائی جس کا مقصد پہلی جنگ عظیم کے خاتمے کے بعد جسکے اثرات پورے یورپ میں بچوں کو پہنچے ان سے تحفظ فراہم کرنا تھا اور ان بچوں کو دوبارنارمل زندگی کی طرف بحال کرنا تھا۔اس نے اس کے لیے 1920ء میں جنیوا تک رسائی حاصل کی اور اس تنظیم کے دائرے کار کو پوری دنیا تک اور بین الاقوامی سطح تک پھیلانے کے لیے استدعا کی جو کہ بعد میں "International Union for Child Welfare" کے نام سے اس کا مقصد پورا ہوگیا۔1924ء میں League of Nations نے اس کو اپنایا اور اس کو Declaration of the Rights of Child کا نام دیا گیا[23]۔

1919ء میں جمیعت اقوام لیگ آف نیشنز کا قیام عمل میں لایا گیا جس کا مقصد یہ تھا کہ سب سے مقدم تو لوگوں کو بلا مشروط حق زندگی کا تحفظ فراہم کیا جائے۔یہ لیگ بد قسمتی سے صرف 20 سال کا ہی سفر طے کر سکی اور 1939 میں جنگ عظیم دوم کا آغاز ہو گیا جو کہ 1945ء تک یہ جنگ جاری وساری رہی جس میں تقریبا 6 کروڑ افراد لقمہ اجل بنے۔اس جنگ عظیم دوم میں بھی جن ممالک کے درمیان یہ جنگ تھی وہاں کے بچوں کی حالت انتہائی قابل رحم تھی[24]۔

جس طرح سے جنگ عظیم اول کے منفی اثرات بچوں کو سب سے زیادہ پہنچے اسی طرح سے اس جنگ عظیم دوم کے اثرات نے بھی بچوں کو بہت زیادہ اپنی لپیٹ میں لیا اور بہت سارے بچے بے گھر بھی ہوئے اور یتیم بھی ہوئے انہیں اثرات کو دیکھتے ہوئے اقوام عالم نے پھر 24 اکتوبر 1945ء کو تمام ممالک نے ایک فورم بنایا جس کو اقوام متحدہ کا نام دیا گیا جو کہ ابھی تک موجود ہے اس کا مقصد دنیا کو آئندہ کسی بھی جنگ جیسی صورت حال سے تحفظ فراہم کرنا تھا[25]۔

1946ء میں اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی نے پوری دنیا میں بچوں کے حقوق پر زور دینے کے لیے United Nations Children's Emergency Fund, (UNICEF) قائم کیا[26]۔تاکہ بچوں کی صحت، تعلیم اور ان کی فلاح و بہبود کے حوالے سے ملکی و قومی سطح پر کی جانے والی کوششوں کو مزید تیز کرنے کے لیے امداد فراہم کرے۔ابتدائی طور پر جنگ عظیم دوم کے بعد جو جنگی اثرات ممالک پر آئے اور خاص طور پر جس سے ان ممالک کے بچے بہت متاثر ہوئے انکی بحالی کے لیے کام کرنا تھا۔

1948ء میں اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی نے Universal Declaration of Human Rights, 1948 بنیادی انسانی حقوق کا ایک عالمی منشور بنایا[27]۔

"Motherhood and childhood are entitled to special care and assistance. All children, whether born in or out of wedlock, shall enjoy the same social protection".[28]

(ماں اور بچہ خصوصی توجہ کا مستحق ہے۔تمام بچے خواہ انکی پیدائش حلال طریقے سے ہوئی ہو یا کہ حرام طریقے سے مگر انکو بغیر کسی امتیاز کے سماجی انصاف و تحفظ فراہم کیا جائے گا۔)

1959ء میں اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی نے Declaration of the Rights of Child کو تسلیم کیا[29]

اسی طرح بچوں کو مناسب تعلیم کے مواقع فراہم کرنا، انکو بنیادی طبّی سہولیات فراہم کرنا اور انکی نگہداشت کرنا اور انکی حفاظت کرنا، ان مذکورہ حقوق کو خاص طور پر جنرل اسمبلی میں تسلیم کیا گیا۔ International Covenant on Economic, Social and Cultural Rights (ICESCR), 1966 کو تقریباً 169 ممالک نے نومبر 2018ء تک اس معاہدہ کی توثیق کی اور اس پر دستخط کیے۔ اس کے تحت بچوں کے حوالے سے جو سب سے اہم بات کی گئی ہے کہ:

'Special measures of protection and assistance should be taken on behalf of all children and young persons without any discrimination for reasons of parentage or other conditions…."[30]

(اس قانون کی رو سے بچوں کو بلا امتیاز انکے والدین کی جانب سے تحفظ و معاونت فراہم کرنے کے لیے تمام ممکنہ ذرائع بروئے کار لانے کو قانونی فریضہ قرار دیا گیا۔)

1965ء میں UNICEF کو نوبل پرائز سے نوازا گیا۔ اس کا ہیڈ کوارٹر New York City میں ہے۔ International Labour Organization (ILO) نے 1973ء میں بچوں کے حقوق کے اس کنونشن کو اپنایا۔ اس کے تحت تمام ممبر ممالک میں سے تمام فیکٹریوں کو Child Labour Free بنایا گیا۔

1979ء کو "بین الاقوامی سال برائے حقوق اطفال"(International Year of the Child) کا نام دیا گیا۔ 29 نومبر 1985ء میں اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی میں کم عمر افراد کے لیے عدل وانصاف کا ایک کم از کم معیار قائم کیا جس کو "The Beijing Rules" بھی کہتے ہیں[31]۔

1991ء میں بچوں کے حقوق پر کام کرنے والی عالمی تنظیموں جیسے کہ UNICEF, Save the Children, Defense for Children International, and Other Organizations کو چلانے والے سربراہان نے پوری دنیا سے بچوں کے حقوق سے متعلق Data اکھٹا کر کے رپورٹس آپس میں شیئر کیں جو کہ بعد میں 1995ء میں Child Rights International Network (CRIN) 1995ء کی بنیاد بنا۔

CRIN[32] نے بڑے بڑے اقدامات کیے۔ جیسے کہ خبر نامے (Newsletters) چھپوائے اور اسکی ایک الگ ویب سائٹ تیار کی گئی اور جتنی بھی بچوں کے حقوق کے لیے کام کرنے والی تنظیمیں ہیں انکی ایک ڈائریکٹری تیار کی گئی۔ اب پوری دنیا میں یہ Children's Rights International Network این جی اوز کے ساتھ ملکر کام کر رہا ہے مثال کے طور پر "Consortium for Street Children" پھر اس کے علاوہ, "the Tides Foundation", "the Oak Foundation" اور اس کے علاوہ دیگر کئی NGO's اس CRIN کے ساتھ فنڈنگ کرنے میں شامل ہیں۔ اس کا سالانہ بجٹ 2000000 یوروہے اور یہ چار

زبانوں میں انگریزی، عربی، فرنچ اور سپینش میں کام کر رہی ہے۔

25 مئی 2000ء میں 3 Optional Protocols to the Convention اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی نے پاس کیا اور یہ بچوں کی خرید و فروخت، بچوں سے متعلقہ جنس پرستی، اور بچوں کی جنسی افعال میں شمولیت وغیرہ کی روک تھام کے لیے بنایا گیا اور اسکو 18 جنوری 2002ء میں لاگو کیا گیا۔ اسی طرح اس کی رو سے تمام ممبر ممالک سے مطالبہ کیا گیا کہ وہ بچوں کے حوالے سے عریانیت اور بدکاری (Pornography and Prostitution) کو سب سے پہلے کنڑول کریں[33]۔ مگر قابل غور بات یہ ہے کہ جو ممالک اس امر کو پوری دنیا میں ہوا دے رہے ہیں اور اس کو پھیلانے میں مصروف کار ہیں تو جب یہ ممالک اس کی روک تھام کی بات کرتے ہیں تو انکی یہ بات بڑی مضحکہ خیز معلوم ہوتی ہے۔

UNICEF تنظیم نے 2006ء میں اپنی سالانہ رپورٹ کے ساتھ ساتھ Manual for the Measurement of Juvenile Justice Indicators کے نام سے ایک کتابچہ بھی شائع کیا جو کہ اقوام متحدہ کے منشیات و جرائم کو کنڑول کرنے والے دفتر سے شائع کیا گیا۔ یہ کتابچہ تمام ممبر ممالک کے لیے ایک طرح سے رہنمائی فراہم کرتا ہے کہ وہ اپنے اپنے ملک میں اس بات کا بغور جائزہ لیں کہ کیا بچوں کے لیے ملکی سطح پر بنایا گیا عدالتی و قانونی نظام اور انصاف فراہم کرنے والے نظام کیا یہ بچوں کے لیے اپنے تمام مقاصد کو پورا کر رہے ہیں اگر نہیں تو اس میں اصلاحات کی جائیں اور اس کو بین الاقوامی کنونشن برائے حقوق اطفال کے مطابق بنایا جائے۔

21 دسمبر 2010ء میں اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی میں بچوں کے حقوق سے متعلق جتنی بھی عالمی سطح پر قراردادیں پاس کی گئیں ہیں ان سب کو اوران میں جو سب سے آخری قرارداد جو ابھی 18 دسمبر 2009ء میں پاس ہوئی ہی تھی، اس کی بھی توثیق کی گئی۔

20 نومبر 1989ء کے تحت جو بچوں کے حقوق کے حوالے سے عالمی سطح پر کنونشن بنایا گیا اس کو ملک "صومالیہ" سمیت پوری دنیا کے تقریبا 195 ممالک نے اس پر دستخط کیے اور اس کو تسلیم کرتے ہوئے اپنے اپنے ملک میں نافذ کیا۔

اس طرح سے اگر آج کی بات کی جائے کہ آج 2020ء میں بچوں کے حقوق پر بنائے جانے والے عالمی منشور پر دنیا کے تمام ممالک نے اس پر دستخط کیے ہیں۔ تاریخ اس بات کی عینی شاہد ہے کہ اہل یورپ نے قوانین تو بنا دیئے اور ان قوانین کو نام بھی بین الاقوامی قوانین کا دے دیا مگر جس قدر منافقت سے کام لیا گیا کہ جس میں سراسر قومیت پرستی کی بو جھلکتی ہے مراد یہ کہ اپنی قوم کے بچوں کو تو ہر لحاظ سے قوانین کی فراہمی کو یقینی بنانے کے لیے عملی اقدامات کیے گئے مگر اسی قدر غیر ترقی یافتہ ممالک اور خاص طور پر اسلامی ممالک میں دوہرا معیار برتا گیا۔

فلسطین جیسے امن پسند اسلامی ملک میں امریکہ اور اسرائیل جیسے ترقی یافتہ ممالک نے جس قدر مظالم ڈھائے اور بچوں کی حالت غیر پر رقص کیا جو ابھی بھی جاری ہے انسانی تاریخ میں اس کی مثال نہیں ملتی۔ 1967ء سے جب سے فلسطین پر امریکہ کی پشت پناہی میں اسرائیل کا غیر قانونی محاصرہ ہے تب سے فلسطین کے مغربی علاقہ کے بچے اسرائیل کی فوجی کے زیر تسلط ہیں جن کو نہ تو انصاف تک رسائی حاصل ہے اور نہ ہی ان کو حقوق کی فراہمی دستیاب ہے اور شب و روز زندگی و موت کی کشمکش میں ہیں اور ان کا کوئی پرسان حال نہیں ہے[34]۔

حال ہی میں 2020ء میں انگلینڈ کی بچوں کے حقوق پر کام کرنے والی بین الاقوامی تنظیم "Save the Children" کی سالانہ رپورٹ شائع کی ہے۔ جس میں انہوں نے 470 بچوں کے انٹرویوز ریکارڈ کیے ہیں جنہوں نے اسرائیل کی فوج کی قید کاٹی ہے اور ان بچوں نے بیان دیا ہے کہ اسرائیل کی قید میں نہ توان بچوں کو بین الاقوامی معیار کے مطابق جو قیدیوں کے لیے قوانین بنائے گئے ہیں اس کے مطابق رکھا گیا اور نہ ہی بنیادی ضروریات زندگی کی فراہمی کو ہی ممکن بنایا گیا بلکہ الٹا ظلم و بربریت کا نشانہ بنایا گیا اور جبر کیا گیا اور جسمانی وذہنی تشدد کا نشانہ بنایا جاتا رہا۔ گزشتہ بیس سال سے تقریبا دس ہزار کے قریب فلسطینی بچے اسرائیلی فوج کی قید میں ہیں اور ان پر الزام یہ ہے کہ انہوں نے اسرائیلی فوجیوں پر پتھر پھینکے ہیں اور اس کی سزا بیس سال قید ہے[35]۔

ملک شام میں صدر بشار الاسد کے خلاف چلنے والی عوامی تحریکوں کا بھرپور فائدہ اٹھاتے ہوئے بیرونی ممالک نے بچوں کی تباہی میں کوئی کسر نہیں چھوڑی جس کی وجہ سے بچوں کی حالت زار بڑی قابل افسوس ہے کہ جب سے شام حالت جنگ میں ہے وہاں پر 2011ء سے لے کر اب تک دس سالوں میں تقریبا بارہ ہزار بچے لقمہ اجل بن چکے ہیں۔ The Syrian Observatory for Human Rights (SOHR) کی رپورٹ کے مطابق دسمبر 2020ء تک تقریبا 387118 افراد زندگی کی بازی ہار چکے ہیں[36]۔ اور اس جنگ کے پیچھے بھی یہی ممالک جو کہ بچوں کے حقوق کے علمبردار ہیں جیسے امریکہ، روس اور انگلینڈ جیسے ممالک نے شام کو حالت جنگ میں دھکیل کر خاص طور پر بچوں سے انکا بچپن چھین لیا ہے۔

عراق میں بھی اسی طرح انسانی حقوق کے علمبرداروں نے 22 جولائی 2003ء میں حملہ کر کے وہاں کے صدر صدام حسین کے بیٹوں کو قتل کر دیا اور پھر دجیل جیل میں 148 شیعوں کے قتل کے الزام میں 5 نومبر 2006ء میں پھانسی پر چڑھا دیا گیا۔ ھجری کیلنڈر کے مطابق یہ 10 ذوالحجہ 1427ھ کی تاریخ اور یہ وہ دن تھا جب پوری دنیا میں مسلمان سنت ابراہیمی کی ادائیگی میں مصروف تھے جب امریکہ کی جانب سے ایسا کیا گیا اور امت مسلمہ کا دل دکھایا گیا[37]۔ تب سے عراق حالت جنگ میں ہے اور 1,722 بچے اس جنگی صورت حال میں مارے جا چکے ہیں اور اس کے علاوہ ایک ملین بچے ایک جگہ سے دوسری جگہ پر منتقل ہوئے ہیں۔ 296 بچوں کو جبری طور پر لڑائی میں شرکت کے لیے بھرتی کیا گیا۔ عراقی بچوں کے سکولوں پر 236 فوجی حملے کیے گئے جس میں بچوں کو ناقابل تلافی نقصان پہنچا۔ اس طرح عراق گزشتہ 20 سالوں سے امریکی افواج کی چھاونی بنا ہوا ہے جس میں بچوں کے حقوق تو کسی گنتی میں نہیں آتے[38]۔

اسلامی ملک لیبیا میں بھی لیبیا کے صدر معمر القذافی کے خلاف جب عوام نے ملک گیر احتجاج کا اعلان کیا تو اس وقت عراق اور شام کی طرح امریکہ اور اس کے حامی ممالک نے امریکہ کے صدر باراک حسین اوباما کی سرپرستی میں جولائی 2011ء میں فضائی حملوں کا سلسلہ شروع کر دیا اور ان افواج کو نیٹو فورسز کا نام دیا گیا۔ ظلم کی داستان کہ حملہ سے قبل عالمی ادارہ برائے انسانی حقوق سے اس کی اجازت بھی لے لی۔ اس حملے میں سکول، مدارس تعلیمی درس گاہوں اور گھروں کا نشانہ بنایا گیا[39]۔

گوجرانوالہ میں الشریعہ اکیڈمی کے ایک ممتاز عالم دین مولانا زاہد الراشدی نے اپنی ایک تحریر میں ان این جی اوز کے مثبت اور منفی کردار پر

روشنی ڈالی ہے ان کا مؤقف ہے کہ ان این جی اوز کے جہاں پر بہت سے مثبت اثرات مرتب ہو رہے ہیں وہیں پر منفی اثرات بھی ہو رہے ہیں۔[40] عالمی ادارہ برائے حقوق بچگان کی ایک رپورٹ کے مطابق 2011ء سے لیکر 2018تک سال کے عرصے میں تقریباً24000واقعات پیش آئے جس میں بچوں کو اغواء کرنا، قتل کرنا، جنسی ہراسمنٹ اور دیگر جرائم شامل ہیں جس میں بعد میں 3 گنا اضافہ ہو گیا۔اور اسی طرح انگلینڈ کی بچوں کے حقوق پر کام کرنے والی عالمی تنظیم کے مطابق 2013ء سے لیکر 2017ء کے دورانیے میں لڑنے والوں سے قتل ہونے افراد میں بچوں کی تعداد 5 گنا زیادہ ہے۔اس طرح لیبیا میں بچوں کا مستقبل انہی مغربی ممالک کی وجہ سے تاریکی میں ڈوب چکا ہے[41]۔

پاکستان میں تمام تر قوانین اسلامی تعلیمات کے مطابق بنائے جائیں گے[42]۔تو اس طرح قیام پاکستان سے ہی جو حقوق اسلام نے بچوں کو دیے ہیں وہی آئین پاکستان کے تحت بچوں کو دیے گئے ہیں[43]۔یہی وجہ ہے کہ جس کی بدولت پاکستان میں بہت سی این جی اوز پر پابندی لگا دی گئی ہے صرف وہ تنظیمیں کام کر رہی ہیں جو کہ حکومتی نگرانی میں ہیں اور جن سے متعلق کسی بھی قسم کا کوئی بھی تخریبی کاروائیوں میں ملوث ہونے کا کوئی بھی ثبوت نہیں ملا۔جن میں سے چند نمایاں اداروں کا تعارف حسب ذیل ہے:

عبدالستار ایدھی جو کہ اس فلاحی ادارے کے بانی ہیں انہوں نے 1951ء میں کراچی میں ایدھی فاؤنڈیشن کی بنیاد رکھی۔اس فاؤنڈیشن کے تحت 18 ایدھی ہومز پاکستان میں کام کر رہے ہیں جن میں سے 7 صرف کراچی میں ہیں جن میں 8500 بچوں کو رکھا گیا ہے جن میں یتیم، ذہنی معذور، بے گھر اور بے سہارہ بچوں کو رکھا گیا ہے اور یہ ایدھی ہومز پاکستان کے مختلف شہروں کراچی، ملتان، لاہور، اسلام آباد، پشاور، کوئٹہ اور چترال میں واقع ہیں[44]۔

ایدھی فاؤنڈیشن کی جانب سے 23,320 بچوں کو بے اولاد جوڑوں کو دیا گیا ہے اور تقریباً250 بچے ہر سال کفالت کے لیے دیے جاتے ہیں۔تعلیمی خدمات کے حوالے سے پاکستان کے تین بڑے شہروں کراچی، نواب شاہ اور میرپور خاص میں تعلیمی ادارے قائم کیے گئے ہیں اور اس کے علاوہ جھولا سروس بھی متعارف کروائی گئی ہے کہ جس میں لوگوں سے درخواست کی گئی ہے کہ بچوں کو مختلف وجوہات کی بناء پر کوڑا دانوں میں پھینکنے کی بجائے اس جھولے میں ڈال دیا جائے اور اس کی کفالت اور پرورش کی مکمل ذمہ داری ایدھی فاؤنڈیشن نے لی ہے[45]۔

اسی طرح پاکستان میں ایک اور ادارہ جس کے بانی ڈاکٹر امجد ثاقب نے 2001ء میں اخوت فاؤنڈیشن کے نام سے ایک فلاحی ادارہ قائم کیا جس کا مقصد پاکستان سے غربت کا خاتمہ ہے۔اور اس مقصد کی تکمیل کے لیے انہوں نے قرض حسنہ کے نام سے بغیر سود کے ضرورت مند افراد کو قرضے دینے شروع کیے۔اس تنظیم کے بانی نے یہ نظریہ 622ء میں جب نبی آخر الزمان ﷺ نے مہاجرین اور انصار کو مواخات کے رشتے میں باندھا تو وہاں سے انہوں نے اس تنظیم کا نام اور اس کا مقصد طے کیا[46]۔اخوت فاؤنڈیشن درج ذیل خدمات سرانجام دے رہا ہے:

پاکستان کے چاروں صوبوں میں اس تنظیم کے تحت 800 سے زائد برانچیں قائم کی گئی ہیں جس میں آزاد کشمیر اور گلگت بلتستان کے علاقے بھی شامل ہیں۔اس تنظیم کے تحت 301 سکول اور 3 کالجز بنائے گئے ہیں جن میں 47000 سے زائد طلباء تعلیم حاصل کر رہے

ہیں۔128 بلین روپے کے قرضے دیے گئے ہیں اور 2000 سے زائد خواجہ سرا کو مالی امداد مہیا کرنے کے لیے رجسٹر کیا گیا ہے۔2.7 ملین سلے ہوئے کپڑے لوگوں میں تقسیم کیے گئے ہیں۔شوگر اور ہیپاٹائٹس کے پانچ لاکھ افراد کا بالکل مفت علاج معالجہ کیا گیا ہے۔اور اس طرح مجموعی طور پر 4.2 ملین افراد کو اس ٹرسٹ سے فائدہ حاصل ہوا ہے۔

بچوں کو تعلیم مہیا کرنے کے لیے اخوت ٹرسٹ کے تحت غیر فعال سرکاری و غیر سرکاری سکولوں کو فعال بنانے کے لیے حکومت پنجاب کے ساتھ ملکر چار ہزار سکولوں کو بحال کرنے کا پروگرام بنایا ہے جس میں سے 350 سکولوں کو پنجاب کے چھ اضلاع میں فعال بنا کر کام کا آغاز کر دیا ہے۔120 ارب کے قرضے تیس لاکھ خاندانوں کو پیش کیے گئے اور اس کے علاوہ اخوت یونیوسٹی کے حوالے سے کہ اس یونیوسٹی میں جو طلباء تعلیم حاصل کریں گے ان سے فیس وغیرہ دس سے بیس سال کے بعد لی جائے گی جب وہ اس قابل ہو جائین گے کہ وہ فیس ادا کر سکیں[47]۔

Narain Jagannath Vaidya سندھ میں 1855ء میں پہلا سرکاری سطح کا ہائی سکول بنایا گیا جو کہ مختلف وجوہات کی بناء پر تباہی کا شکار ہو گیا تو 2015ء میں حکومت سندھ کے ساتھ ملکر اخوت ٹرسٹ کی جانب سے اس سکول کی عمارت کو دوبارہ سے تعمیر کروایا گیا اور اس میں نئے سرے سے تعلیمی سرگرمیاں بھی بحال کی گئیں۔اسی طرح چکوال میں اخوت جگنو سکول کا قیام عمل میں لایا گیا۔2015ء میں اخوت کالج بنایا گیا جس میں میرٹ کی بنیاد پر داخلہ دیا گیا اور فری تعلیم و رہائش فراہم کی جانے لگی۔چکوال میں اخوت کالج برائے خواتین قائم کیا گیا۔2015ء میں ہی اخوت فرسٹ کے نام سے ایک یونیورسٹی قائم کی گئی ہے اور مزید ایک یونیورسٹی زیر تعمیر ہے۔

اس تنظیم کی جانب سے Akhuwat Learning Hub کا قیام عمل مین لایا گیا جس کے تحت یتیم، لاوارث، بے سہارہ بچوں کو تعلیم دینے کا آغاز کیا گیا اور اس کے تحت جنس پرستی، منشیات اور دیگر جرائم میں ملوث بچوں کو لیا گیا اور انکو ہر قسم کی تعلیم کی سہولیات اور طبّی امداد فراہم کی گئی۔اخوت ہیلتھ سروسز (AHS) کے تحت 2009ء میں Township لاہور میں طبّی مرکز قائم کیا گیا اور سرکاری ہسپتالوں میں ان بچوں کے لیے جن کو مختلف بیماریوں کی وجہ سے کافی دنوں تک ہسپتال میں داخل رہنا پڑتا ہے ان کے لیے Playrooms بنائے گئے۔

اسی طرح سے اس تنظیم کی طرف سے ضرورت مند افراد میں ایک یک ٹوکن تقسیم کیا گیا جس سے دیوار اخوت قائم کی گئی جس کے تحت لباس کا ایک ایک جوڑا ضرورت مند افراد میں تقسیم کیا گیا[48]۔ستمبر 2020ء کی progress رپورٹ کے مطابق اخوت ٹرسٹ کی طرف سے 2650559 کپڑے جمع کیے گئے اور ان میں سے 2382516 لوگوں میں تقسیم کر دیے گئے اس طرح 1191258 افراد کی اور 397086 خاندانون کی اس تنظیم کی جانب سے امداد کی گئی[49]۔

ایک اور فلاحی ادارہ جو کہ پاکستان کے ایک مذہبی سکالر مولانا بشیر احمد فاروقی نے مئی 1999ء میں سیلانی ویلفئیر ٹرسٹ کے نام سے قائم کیا جس کا مقصد غربت کا خاتمہ اور ضرورت مند افراد کے لیے خوراک، تعلیم، طبّی امداد اور سماجی فلاح و بہبود کے لیے کام کرنا ہے۔اس طرح سے

یہ ادارہ 60 سے زائد سیکٹرز پر کام کر رہا ہے۔ اس ادارے کے تحت 125 برانچیں ملک بھر میں کراچی، لاہور، اسلام آباد، راولپنڈی حیدر آباد اور فیصل آباد میں قائم کی گئی ہیں۔ پاکستان سے باہر بھی اس کے دفاتر انگلینڈ، امریکہ اور دبئی میں قائم کیے گئے ہیں[50]۔

سیلانی ویلفئیر ٹرسٹ روزمرہ اور ماہانہ کی بنیاد پر درج ذیل امور سرانجام دے رہا ہے:

3500 افراد پر مشتمل ٹیم پیشہ وارانہ صلاحیتوں کے ساتھ روزمرہ کی بنیاد پر 150000 افراد کو امداد فراہم کر رہی ہے۔ سیلانی ویلفئیر کی جانب سے روزانہ کی بنیاد پر تقریبا 150000 افراد کو daily dastarkhan سے کھانا کھلایا جاتا ہے۔ 8500 خاندانوں کو ماہانہ کی بنیاد پر امداد فراہم کی جاتی ہے۔ 53749 افراد کو طبّی امداد فراہم کی جاتی ہے۔ اور 180000 افراد کو ماہانہ کی بنیاد پر تعلیم مہیا کی جاتی ہے۔ سیلانی ویلفئیر ٹرسٹ حکومت کے ساتھ مل کر احساس پروگرام روٹی بنک اور لنگر خانے قائم کیے گئے ہیں۔ 2016ء میں کراچی میں اور حیدر آباد میں زچہ بچہ سنٹرز قائم کیے گئے ہیں۔

اس تنظیم کی جانب سے 650000 مریضوں کی سالانہ طبّی امداد کی جاتی ہے اور فری علاج کیا جاتا ہے۔ 2010ء میں White Collar Scheme کے تحت (Milk and Bread) سکیم شروع کی گئی جس کے تحت بچوں کو خاص طور پر انکی بھوک مٹانے کا پروگرام بنایا گیا[51]۔

آج کورونا جیسی وباء میں لوگ کافی زیادہ معاشی مشکلات کا شکار ہیں، سیلانی ویلفیئر ٹرسٹ کے چیئر مین مولانا بشیر احمد فاروقی نے ہیڈ آفس کراچی میں پریس کانفرنس کرتے ہوئے سیلانی ویلفئیر ٹرسٹ کی جانب سے 20 لاکھ خاندانوں میں کچا راشن تقسیم کرنے کا اعلان کیا ہے کہ جس سے کم از کم 50 لاکھ افراد مستفید ہوں گے اور پاکستان جیسے ترقی پذیر ملک میں ایک غیر سرکاری تنظیم کی طرف سے اس طرح کا اعلان کیا جانا واقعی قابل تحسین بات ہے[52]۔

پاکستان میں یہ فلاحی تنظیمیں خاص طور پر بچوں کے حقوق پر کام کر رہی ہیں تو اسی طرح سے برصغیر بالخصوص پاکستان میں مدارس میں جو بچوں کو بالکل فری تعلیم مہیا کی جاتی ہے اور اس کے ساتھ ساتھ ان کو تمام بنیادی ضروریات زندگی مہیا کی جاتی ہیں، تو اس حوالے سے مساجد و مدارس اور جامعات اور چھوٹے چھوٹے دین کے مراکز کے کردار کو کبھی بھی فراموش نہیں کیا جا سکتا۔

پاکستان میں دینی مدارس کی بڑھتی ہوئی تعداد کے باعث وفاقی وزیر تعلیم شفقت محمود نے پانچ نئے بورڈز اور ایک انسٹیوٹ کی منظوری دے دی ہے۔ اب پاکستان میں کل وفاق کے تحت امتحان لینے والے بورڈز کی تعداد 10 ہو گئی ہے[53]۔ 10 فروری 2021ء میں وفاقی وزیر تعلیم نے اسلام آباد میں پریس کانفرنس کرتے ہوئے پانچ نئے بورڈز کی بھی منظوری دی ہے جیسے کہ: اتحاد المدارس العربیہ، نظام المدارس پاکستان، اتحاد المدارس الاسلامیہ، مجمع المدارس تعلیم الکتاب والحکمہ، وفاق المدارس الاسلامیہ الرضویہ جبکہ کراچی میں جامعۃ الرشید کو انسٹیٹیوٹ کا درجہ دے دیا گیا ہے۔

پاکستان میں پانچ بورڈز پہلے سے موجود ہیں جو کہ بچوں کو تعلیم مہیا کرنے میں کوشاں ہیں جیسے کہ: تنظیم المدارس اہل سنت پاکستان، وفاق

المدارس العربیہ پاکستان، وفاق المدارس الشیعہ پاکستان، وفاق المدارس السلفیہ پاکستان، رابطہ المدارس الاسلامیہ

ان پانچوں مدارس کے بورڈز نے اتحاد تنظیمات مدارس دینیہ کے نام سے ایک تینظیم بھی بنا رکھی ہے [54]۔ پاکستان میں جتنے بھی مدرسے کام کر رہے ہیں وہ اپنا الحاق کسی بھی بورڈ کے ساتھ کر کے امتحان دلوا سکتے ہیں اور ان بورڈز کی ڈگری کو دوسرے تعلیمی بورڈز کے مساوی سمجھا جائے گا۔

پاکستان میں دیوبند اکابر علماء کا اجلاس جامعہ خیر المدارس ملتان میں 22 مارچ 1957ء میں حضرت مولانا خیر محمد جالندھری نور اللہ مرقدہ کی صدارت میں ہوا جس میں ایک کمیٹی تشکیل دی گئی 19-18 اکتوبر 1959ء میں باقاعدہ طور پر وفاق المدارس العربیہ پاکستان کے نام سے تنظیم کی بنیاد رکھی گئی۔ اس وقت شیخ الحدیث حضرت مولانا ڈاکٹر عبد الرزاق اسکندر صاحب (صدر وفاق) کی قیادت میں یہ وفاق دینی خدمات سرانجام دے رہا ہے۔ اس وفاق کا مسلک اہل السنۃ والجماعۃ وفقہ حنفی ہے۔ یہ مسلک کا سب سے بڑا دینی تعلیمی بورڈ ہے [55]۔

جس کے تحت 21565 مدارس کام کر رہے ہیں اور ان مدارس میں 159935 اساتذہ کرام بچوں کو تعلیم دے رہے ہیں اور ان مدارس میں 2866559 طلباء زیر تعلیم ہیں۔ فارغ التحصیل علماء کی تعداد 174540 ہے اور عالمات کی تعداد 223523 ہے اور حفاظ کی تعداد 1071295 ہے اور حافظات کی تعداد 284282 ہے۔ وفاق المدارس کے سالانہ امتحانات 2020ء کے لیے مدارس و جامعات سے 392908 طلبہ و طالبات کے داخلے موصول ہوئے، شرکاء کی تعداد 369908 رہی جن میں سے 329955 کامیاب ہوئے اس طرح کامیابی کا تناسب 89.2 رہا۔ ان طلباء کے لیے 2213 مراکز قائم کیے گئے [56]۔

تنظیم المدارس اہل سنت پاکستان کا قیام 1960ء میں عمل میں آیا۔ جامعہ اسلامیہ انوار العلوم ملتان کے بانی پیر سید احمد سعید کاظمی جن کے ادارے کے سابق ناظم تعلیمات حضرت مولانا غلام جھانیاں معینی متہم جامعہ معینیہ ڈیرہ غازی خان کی تحریک پر تنظیم المدارس کا قیام عمل میں لایا گیا۔ بروز پیر یکم فروری 1960ء میں جامعہ معینیہ ڈیرہ غازی خان میں حضرت مولانا جھانیاں معینی زیر سرپرستی مدارس اہل سنت کے منتظمین کا اجلاس ہوا جس میں تنظیم المدارس کی تشکیل ہوئی [57]۔ تنظیم المدارس اہل سنت پاکستان کے تحت پاکستان بھر میں 8000 سے زائد مدارس ہیں جو باقاعدہ اس سے ملحق ہیں۔ خیر پختونخوا میں تین ہزار، ہری پور میں 100، ایبٹ آباد میں 150، مانسہرہ میں ساٹھ مدارس قائم کیے گئے ہیں۔ [58]۔

وفاق المدارس السلفیہ پاکستان کے حوالے سے 2 مارچ 2002ء میں سب کمیٹی کے مجوزہ نصاب میں تبدیلی کر کے منظوری کے لیے وفاقی کابینہ کے سامنے پیش کیا جس کو منظور کرتے ہوئے 1421ھ-1422ھ میں نافذ کرنے کا سرکلر جاری کر دیا۔ اس وفاق کے ناظم اعلیٰ محمد یاسین ظفر ہیں اور اس کا ہیڈ آفس جامع سلفیہ حاجی آباد فیصل آباد میں ہے [59]۔ وفاق المدارس الشعیہ پاکستان جو کہ جناب آیت اللہ حافظ سید ریاض حسین نجفی کی صدارت میں تدریسی امور سراجام دے رہا ہے [60]۔

رابطۃ المدارس الاسلامیہ پاکستان، اس کی سب سے اہم خصوصیت یہ ہے کہ یہ کسی بھی مکتبہ فکر یا مسلک کی بنیاد پر قائم نہیں کیا گیا بلکہ وحدت

امت کی بنیاد پر مدارس کو مربوط کرنے، یکساں نظام تعلیم رائج کرنے اور دینی علوم کی اشاعت و ترویج کے لیے کوشاں ہے۔ مولانا عبد المالک زید مجدہ اس وفاق کے صدر رابطۃ المدارس الاسلامیہ پاکستان ہیں۔ اگرچہ مدارس اور نظام امتحانات 70 کی دہائی سے پہلے بھی چل رہے تھے لیکن 1987ء میں اس امتحانی بورڈ کو حکومت پاکستان نے منظور کر لیا اور آج ہزاروں کی تعداد میں مدارس اس وفاق سے نصاب سے استفادہ حاصل کر رہے ہیں[61]۔

برصغیر میں دین اسلام کے پھیلاؤ کا سبب یہی علماؤ و مشائخ ہیں۔ جنہوں نے دین اسلام کی تعلیم و تبلیغ کو عام کیا اور مدارس قائم کیے اور اس کے ساتھ ساتھ خانقاہیں تعمیر کروائیں۔ ان مدارس کے معاشرتی اثرات کا جائزہ لیا جائے تو آج مدارس میں روزانہ دس لاکھ بچوں کو خوارک، لباس، رہائش مہیا کی جارہی ہے، انکی تعلیم و تربیت کی جارہی ہے اور یہ تعداد پاکستان میں جتنی بھی این جی اوز بچوں کے حقوق سے متعلق کام کر رہی ہیں اور جتنے بچوں کو بنیادی ضروریات زندگی فراہم کی جارہی ہیں ان سب کو ملا کر دیکھا جائے تو مدارس میں زیادہ تعداد میں بچوں کو ضروریات زندگی فراہم کی جارہی ہیں[62]۔

مدارس اور دینی حلقوں کی طرف سے ان اعتراضات کا بالعموم یہ جواب دیا جاتا ہے کہ دینی مدارس سے متعلق انتہا پسندی، دہشت گردی اور مسلح تربیت کا الزام 9/11 کے بعد کی تحقیق ہے۔ اس نوع کے اعتراضات اسلام اور مسلمان دشمن عناصر کا پروپیگنڈا ہے۔ جس کا مقصد اپنے ظالمانہ اقدامات کی پردہ پوشی ہے[63]۔

صوبہ سندھ میں کل 8195 مدارس اور امام بارگاہیں ہیں، اور حکومت سندھ نے ان تمام مدارس اور امام بارگاہوں کو قومی ادارہ محکمہ تعلیم کے تحت رجسٹر کرنے کا پروگرام بنایا ہے تاکہ جو موجودہ دور میں دہشت گردی جیسے عناصر کو کسی حد تک مدارس کے ساتھ جوڑا جاتا ہے تو اس کو ہر ممکن حد تک روکا جا سکے[64]۔ مدارس لوگوں کی خاص طور پر بچوں کی اصلاح کا کام کر رہے ہیں اور معاشرے کی اسلامی بنیادوں پر تشکیل کرنے میں اپنا کردار ادا کر رہے ہیں۔ اس طرح معاشرے میں مدارس کے کردار کو کبھی بھی فراموش نہیں کیا جا سکتا۔

حاصل کلام

بچے معاشرے کا ایک اہم رکن ہیں کیونکہ یہ ہمارا قومی ورثہ اور آنے والا مستقبل ہیں۔ بین الاقوامی سطح پر بچوں کے حقوق کے حوالے سے یہ وہ واحد معاملہ ہے کہ جس میں تمام ممالک اس کے رکن بنے۔ بچوں کے حقوق کے عالمی کنونشن برائے حقوق اطفال 1989ء پر عمل درآمد کروانے والی کمیٹی برائے حقوق اطفال نے اس بات کا بھی اعادہ کیا ہے کہ بچوں کے حقوق کا تعلق صرف جسمانی نہیں ہے بلکہ بچوں کے مذہبی عقائد و نظریات کا بھی بھرپور خیال رکھا جائے۔ مگر جب تاریخ کے آئینے میں اور موجودہ حالات کے تناظر میں، بچوں کے حقوق کے حوالے سے عملیت کی بات کی جائے تو انہیں مغربی ممالک نے سب سے بڑھ کر دھجیاں اڑائی ہیں اور یہ سلسلہ ابھی بھی کشمیر، فلسطین، لیبیا، افغانستان، عراق، شام وغیرہ جیسے ممالک میں جاری وساری ہے جس میں روز بروز اضافہ ہو رہا ہے۔

ان ممالک کی جانب سے دیگر ممالک میں بچوں کے حقوق پر کام کرنے والی این جی اوز کا اگر بغور مطالعہ کیا جائے تو بظاہر تعمیری مقاصد لیے پس

پردہ تخریب کاریوں میں ملوث ملتی ہیں۔ جبکہ اس کے مقابلے میں اگر پاکستان میں مقامی و قومی فلاحی اداروں اور تنظیموں کا جو ماضی اور جو حال میں خدمات کا دائرہ کار ہے قابل رشک ہے، جیسے ایدھی، سیلانی، اخوت وغیرہ۔ دینی مدارس، مساجد، جامعات کا مطالعہ کیا جائے اور انکے معاشرتی کردار پر اگر روشنی ڈالی جائے تو جتنی تعلیم و تربیت ان مدارس کی جانب سے بالکل مفت بچوں کی کی جارہی ہے تو وہ تعداد کے لحاظ سے حکومت کی طرف سے قائم کیے گئے تمام سکول و کالجز اور تمام این جی اوز کی نسبت کافی زیادہ ہے۔اس طرح پاکستان میں مدارس کا کردار شعبہ تعلیم میں اور بچوں کو خوراک، لباس، اور رہائش فراہم کرنے میں تمام سرکاری و غیر سرکاری اداروں سے بڑھ کر ہے۔

References

1. Al Quran
2. Akhuwat Annual Report. Sep 2020.
3. Al jassas, Alama Ahmad Ibn Ali Al-Razi. Translated by: Maulana Abdul Qayyum. Islamabad: Shariah Academy, International Islamic University Islamabad, Dec1999.
4. Al qarzawi, Allama Dr. Yousaf. Translated by: Irshad ul Reham, Rasool-e-akram aur Taleem, Lahore: Dar ul Tazkeer, 2009.
5. Al shaatbi, Imam Abu Ishaq Ibrahim ibn moosa, Translated by: Maulana Abdul Rehman Kilani, Al-Muafiqaat fi usul al-shariah, Lahore: Markaz Tehkeeq Diyal Singh Trust Library, 1993.
6. Al-rashdi, Maulana Abu Ammar Zahid. Dini Markaz aur Mahkama Taleem. Mahnama al-shairah. Gujranwala, Oct 2020.
7. Al-rashdi, Maulana Abu Ammar Zahid. Janoobi Asia ke dini Madaras, Aalmi Tanazur me. Mahnama al Shariah. Gujranwala: Dec 2017.
8. Ameni, Maulana Noor Alam Khalili (Editor al daa'i, Teacher Arabic Literature Deoband). Sadam Husain ko phani aur America aur aalm-e-arab w aalam-e-Islam Ke Ta'aluk Se Nagzeer Sachaiyan. Mahnama Darululoom, March 2007.
9. Annual Report. Defenseless. Published by: Child Rights Organization "Save the Children" 2020.
10. Bukhari, Muhammad ibn Ismaeel. *Sahih Bukhari*. Al Riyaz: Darul-ul-hazarah al-nashar w' Tauzeh 2015.
11. Gilani, Syed Manazar Ahsan. Pak o Hind me Musalmano ka Nizaam-e-Taleem o Terbiat, Lahore: Maktaba Rehmaniya.
12. Khalid Rehman. Pakistan Me Dini Taleem. Manzhar, Pas-e-Manzhar w Pesh-e-Manzhar. Islamabad: Institute of Policy Studies, 2009.
13. Khalid, Saleem Mansoor. Dini Madaras Ka Nizam-e-Taleem. Islamabad: Institute of Policy Studies, 1993.
14. Magdalena, El Ghamari, Monika, Gabriela Bartoszewich. *(Un)Sustainable Development of Minors in Libyan Refugee Camps in the Context of Conflict-Induced Migration.* Poland: Collegium Civitas University. Institute of Political Sciences and International Relations. Sustainability. MDPI. 3 June 2020.
15. Mahnama Wafaq-ul-Madaras. Multan: April 2021
16. Maududi, Syed abu al aala. Islami Riyasat Philosophy, Nizam-e-kaar aur usul-e-Hukmarani, Lahore: Islamic Publications (Pvt) Lt. Jan 1967.
17. Maududi, Syed abu al aala. Tafheem ul Quran. Lahore: Idara Tarjanam ul Quran, 1949.
18. Nadwi, Maulana Abu al-Hassan. Madaras Islamia Ahmiyat o Zaroorat. Lakhnau: Maktaba Nadwiya, Darul uloom Nadwa-tul-ulama, 2016.
19. Naveed Khan, Dr. Samina Beghum. Hazara me Tanzeem-ul-madaras (Pakistan) Ke Mulhiqa Madaras-e-Diniya Ki Ilmi Khidmat: aik Tehqeeqi Jaiza. Tehzeeb-ul-Afkar, Dec 2016.

20. Qasimi, Dr. Akram Jan (Director Markaz Tehkeek Islami Peshawar, Sadar). Tareekh me Dimi Madaras ki Ibtida aur Irtika. Mahnama Darul uloom, April 2005.
21. Roznama Express Karachi, 19 March 2021.
22. Roznama Express. Feb 2021.
23. Roznama Jang. Karachi. 20 Dec 2020.
24. Saad, Allama Muhammad Bin. Tabqaat ibn saad. Bairoot.
25. Tehreeq Tahafuz-e-Madaras. Mahnama Al-Bayinaat Karachi. Feb 2006.
26. The Constitution of the Islamic Republic of Pakistan, 1973.
27. The Objective Resolution, 12 March 1949.
28. United Nations Standard Minimum Rules for the Administration of Juvenile Justice (The Beijing Rules) 1985
29. Universal Declaration of 'human Rights (UDHR) 1948
30. www.akhuwat.org.pk
31. www.bbc.com
32. www.bitannica.com
33. www.darululoomdeoband.com
34. www.edhi.org
35. www.history.com
36. www.Humanian.org
37. www.rabtatulmadaras.com.pk
38. www.reliefweb.int
39. www.Saylaniwelfare.com
40. www.studybee.net
41. www.suffahpk.com
42. www.theatlantic.com
43. www.unicef.org
44. www.wmshia.com.pk
45. www.wmsp.edu.pk
46. www.zahidrashdi.org
47. Interview: Owner Akhuwat Foundation, Dr. Amjad Saqib, "Aik din Jeo kee sath: Enchor person Suhail Warahich" Daily Jung Karachi, 20 December 2020.
48. www.akhuwat.org.pk
49. Akhuwat yearly report: September 2020.
50. www.saylaniwelfare.com/home
51. www.saylaniwelfare.com
52. Press Conference: Chairman Saylani Welfare Trust , Molana Bashir Ahmed Farooqi, Daily Express Thursday 19 March, 2021.
53. Iss kee ilawa Pakistan main or bhut see aisy jamaitaeen heen jokee iss hawalee sy bachon kee huqooq par kaam kar rahi heen jin ka ihata karna is aik tahqeeqi mazmoon main namumkin hee jaisy kee al-khidmat, Falah Insiniyat Foundation, Faiz al Islam waghera. Phir iss kee ilawa bhi ilaiqai satah par buhut see anjumaneen banai gain heen jo kee is skar khair meen barh charh kar hisa lee rahi heen.
54. Press Conference: Federal Minister Education, Shafqat Mahmood, Daily Express Wednesday 10 February 2021.
55. Tahafuz Madaris ki Tahreek, Monthly al Bayinat Karachi, Muharam al Haram 1427 AH, February 2006, V: 69.
56. Monthly Wafaq al Madaris Multan, Vol: 18, Issue, 8, April 2021.
57. Ibid.

58. Naveed Khan, Dr. Samina Begum. Hazara main Tanzeem al Madaris (Pakistan) Aik tahqeeqi jaiza, Vol: 3, Issue: 2, July to December 2016, p. 2.
59. www.wmsp.edu.pk
60. www.wmshia.com.pk
61. www.rabtatulmadaras.com.pk
62. http://www.suffahpk.com/deni-madarid-ka-mashry-mai-kirdar/ accessed on 10/3/2021
63. Khalid Rehman, Pakistan main Deni Taleem Manzar, Pasmanzar wa Peshmanzar, Institute of Policy Studies, Islamabad, 2009.
64. Al Rashdi, Molana Abu Amar Zahid, Deni Madaris or Mehakma Taleem, Monthly al Sharia, Gujranwala, October 2020, Vol: 13, Issue: 10.

---

[1] بخاری، محمد بن اسماعیل۔صحیح بخاری۔الریاض:دارالحضارة للنشروالتوزیع2015ء، کتاب العتق،باب: باب کراهية التطاول على الرقيق، وقوله عبدي، أو أمتي، رقم الحديث: 2751

[2] الجصاص، علامہ ابو بکر احمد بن علی الرازی۔ مترجم: مولانا عبدالقیوم۔ احکام القرآن۔ اسلام آباد: شریعہ اکیڈمی، بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی اسلام آباد، دسمبر1999ء۔ جلد:3، ص:191

[3] مودودی، سید ابوالاعلیٰ۔ اسلامی ریاست فلسفہ، نظام کار اور اصول حکمرانی۔ لاہور: اسلامک پبلشرز (پرائیویٹ) لمٹڈ، جنوری1967ء، ص:573

[4] القرآن، الانعام 151:6

[5] الجصاص، علامہ ابو بکر احمد بن علی الرازی۔ مترجم: مولانا عبدالقیوم۔ احکام القرآن۔ اسلام آباد: شریعہ اکیڈمی، بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی اسلام آباد، دسمبر1999ء۔ جلد:3، ص:192

[6] القرآن، التکویر 81:8،9

[7] مودودی، مولانا سید ابوالاعلیٰ۔ تفہیم القرآن۔ لاہور: ادارہ ترجمان القرآن1949ء، ج:6، ص:264

[8] الشاطبیؒ، امام ابواسحاق ابراہیم بن موسیٰ، مترجم: مولانا عبدالرحمٰن کیلانی۔ الموافقات فی اصول اللشریعہ۔ لاہور: مرکز تحقیق دیال سنگھ ٹرسٹ لائبریری1993ء، ج:2، ص:15

[9] القرآن، العلق96:5

[10] القرآن، القلم68:1

[11] القرضاوی، علامہ ڈاکٹر یوسف۔ مترجم: ارشاد الرحمٰن۔ رسول اکرمﷺ اور تعلیم۔ لاہور: دار التذکیر2009ء، ص:68

[12] سعد، علامہ محمد بن۔ طبقات ابن سعد (المتوفی:230ھ)۔ مطبوعہ: بیروت۔ جلد:1، ص:22

[13] الراشدی، مولانا ابوعمار زاہد۔ جنوبی ایشیاء کے دینی مدارس، عالمی تناظر میں۔ ماہنامہ الشریعہ، گوجرانوالہ۔ دسمبر2017ء۔ جلد:28، شمارہ:12

[14] خالد، سلیم منصور۔ دینی مدارس کا نظام تعلیم۔ انسٹی ٹیوٹ آف پالیسی سٹڈیز: اسلام آباد1993ء، ص:211-205

[15] گیلانی، سید مناظر احسن۔ پاک و ہند میں مسلمانوں کا نظام تعلیم و تربیت۔ مکتبہ رحمانیہ: لاہور، ص:153

[16] قاسمی، مولانا ڈاکٹر اکرام اللہ جان (ڈائریکٹر مرکز تحقیق اسلامی پشاور صدر)۔ تاریخ میں دینی مدارس کی ابتداء اور ارتقاء۔ ماہنامہ دارالعلوم۔ جلد:89، شمارہ:4 صفر ربیع الاول1426ھ بمطابق اپریل2005ء

ندوی، مولانا ابوالحسن۔ مدارس اسلامیہ اہمیت وضرورت۔ مکتبہ ندویہ۔ دارالعلوم ندوۃ العلماء: لکھنؤ2016ء، ص: 20[17]

[18] https://www.humanium.org/en/childrens-rights-history/ Accessed on 17/06/2020
[19] https://www.history.com/topics/world-war-i/world-war-i-history Accessed on 8/6/2020
[20] League of Nations, 1919 جو کہ پہلی بین الاقوامی تنظیم ہے جس کا سب سے مقدم مقصد بین الاقوامی سطح پر امن و سلامتی کی صورت حال کو برقرار رکھنا ہے، اور یہ 10 جنوری 1920ء کو دوسری عالمگیر جنگ 1914ء تا 1918 کو ختم کرنے کے لیے بنائی گئی۔ امریکہ کے صدر Woodrow Wilson نے اس پر سب سے زیادہ کام کیا اور اس کو نوبل پیس پرائز سے بھی نوازا گیا۔
[21] https://www.britannica.com/topic/League-of-Nations Accessed on 8/6/2020
[22] ایگلانٹائن جیب (25 اگست 1876-17 دسمبر 1928) ایک برطانوی سماجی مصلح تھا جس نے آسٹریا ہنگری اور جرمنی میں قحط کے اثرات کو دور کرنے کے لئے پہلی جنگ عظیم کے اختتام پر سیف چلڈرن آرگنائزیشن کی بنیاد رکھی تھی۔ اس نے دستاویز کا مسودہ تیار کیا جو بچوں کے حقوق کا اعلامیہ بن گیا۔
[23] https://www.humanium.org/en/childrens-rights-history/ Accessed on 17/06/2020
[24] https://www.theatlantic.com/photo/2011/10/world-war-ii-after-the-war/100180/ Accessed on 8/6/2020
[25] https://www.studybee.net/essay/uno-and-world-peace/ Accessed on 8/6/2020
[26] https://www.unicef.org/child-rights-convention/history-child-rights Accessed on 8/6/2020
[27] اسی طرح 1948ء کے اندر اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی سے بنیادی انسانی حقوق کا ایک عالمی منشور 1948ء اپنایا گیا۔ 10 دسمبر 1948ء کو پیرس کے اندر یہ منشور بنایا گیا جس کا نام Universal Declaration of Human Rights (UDHR) 1948 رکھا گیا۔ اور اس بنیادی انسانی حقوق کے چارٹر کو 500 سے زیادہ زبانوں میں ترجمہ کیا گیا۔
[28] Universal Declaration of Human Rights (UDHR) 1948, Article 25(1)
[29] https://www.humanium.org/en/childrens-rights-history/ Accessed on 17/06/2020
[30] Universal Declaration of Human Rights (UDHR) 1948, Article: 10(3)
[31] United Nations Standard Minimum Rules for the Administration of Juvenile Justice ("The Beijing Rules"), 1985
[32] 1991ء میں بچوں کے حقوق کے حوالے سے کام کرنے والی بین الاقوامی تنظیموں کے سربراہان نے آپس میں ڈیٹا شیئر کیا اور ان تنظیموں کی وساطت سے حاصل کی گئی معلومات پر تبادلہ خیال کیا جو کہ بعد میں پھر 1995ء میں بچوں کے حقوق کے عالمی کنونشن پر عمل درآمد کروانے کے حوالے سے ایک نیٹ ورک کی بنیاد رکھی گئی جس میں تمام ممکنہ معلومات کو اکھٹا کیا گیا تھا اور اور پھر اس کے ذمہ مختلف اوقات میں اور سالانہ ان تنظیموں کی کارکردگی کی رپورٹس شائع کرنا اور میڈیا کے ذریعے ان کو عام کرنا، لگایا گیا۔
[33] https://www.unicef.org/child-rights-convention/history-child-rights Accessed on 16/06/2020
[34] Annual Report "Defenceless", published by: Child Rights Organization "Save the Children" in 2020
[35] Ibid
[36] https://www.bbc.com/news/world-middle-east-35806229 accessed on 17/3/2021 at 5:58 PM
[37] امینی، مولانا نور عالم خلیلی (ایڈیٹر "الداعی" عربی واستاذ ادب عربی دارالعلوم دیوبند)۔ "صدام حسین کو پھانسی اور امریکہ اور عالم عرب وعالم اسلام کے تعلق سے ناگزیر سچائیاں" ماہنامہ دارالعلوم، ش:3، ض:91، مارچ 2007ء
http://darululoomdeoband.com/urdu/articles/tmp/1423457928%2005Saddam%20Hussain%20Ko%20Phansi_MDU_03_MARCH_2007.htmaccessed on 17/3/2021 at 5:41 PM
[38] https://reliefweb.int/report/iraq/children-iraq-dramatically-impacted-isil-s-extreme-violence-and-counter-military accessed on 17/3/2021 at 5:56 PM
[39]Magdalena, El Ghamari, Monika, Gabriela Bartoszewich. "*(Un)Sustainable Development of Minors in Libyan Refugee Camps in the Context of Conflict-Induced Migration*" Institute of Political Sciences and

International Relations. Collegium Civitas University, Poland. Sustainability, MDPI, 3 June 2020.
[40] http://zahidrashdi.org/1033 accessed on 13/3/2021 at 06:57PM
[41] Ibid

[42] قرارداد مقاصد 12 مارچ 1949ء

[43] آئین پاکستان 1973ء آرٹیکل (1)227

[44] https://edhi.org/children-services/ accessed on 15/3/2021 at 07:11PM
[45] Ibid
[46] www.akhuwat.org.pk/about/

[47] انٹرویو: سربراہ اخوت فاؤنڈیشن ڈاکٹر امجد ثاقب "ایک دن جیو کے ساتھ: اینکرپرسن سہیل وڑائچ" (روزنامہ جنگ کراچی 20 دسمبر 2020ء)

[48] www.akhuwat.org.pk

[49] اخوت سالانہ رپورٹ: ستمبر 2020ء

[50] www.saylaniwelfare.com/home
[51] www.saylaniwelfare.com

[52] پریس کانفرنس: چیئرمین سیلانی ویلفئیر ٹرسٹ مولانا بشیر احمد فاروقی، ہیڈ آفس کراچی (روزنامہ ایکپریس جمعرات 19 مارچ 2021ء)

اس کے علاوہ پاکستان میں اور بہت سے ایسی جماعتیں اور تنظیمیں ہیں جو کہ اس حوالے سے بچوں کے حقوق پر کام کررہی ہیں کہ جن کا احاطہ کرنا اس ایک تحقیقی مضمون میں ناممکن ہے جیسے کہ الخدمت، فلاح انسانیت فاؤنڈیشن، فیض الاسلام وضیرہ۔ پھر اس کے علاوہ بھی علاقائی سطح پر بہت سے انجمنیں بنائی گئی ہیں جو کہ اس کار خیر میں بڑھ چڑھ کر حکومت کے شانہ بشانہ کام کررہی ہیں۔

[53] پریس کانفرنس: وفاقی وزیر تعلیم شفقت محمود (روزنامہ ایکسپریس بدھ 10 فروری 2021ء)

[54] تحفظ مدارس کی تحریک، ماہنامہ البینات کراچی محرم الحرام 1427ھ بمطابق فروری 2006ء۔ جلد: 69

[55] ماہنامہ وفاق المدارس ملتان، جلد: 18، شمارہ: 8، اپریل 2021ء

[56] ایضا

[57] نوید خان، ڈاکٹر ثمینہ بیگم۔ ہزارہ میں تنظیم المدارس (پاکستان) کے ملحقہ مدارس دینیہ کی علمی خدمات: ایک تحقیقی جائزہ۔ تہذیب الافکار۔ جلد: 3، شمارہ: 2، جولائی-دسمبر 2016ء۔ ص: 2

[58] ایضا، ص: 120

[59] www.wmsp.edu.pk
[60] www.wmshia.com.pk
[61] www.rabtatulmadaras.com.pk
[62] http://www.suffahpk.com/deni-madarid-ka-mashry-mai-kirdar/ accessed on 10/3/2021 at 06:57PM

[63] خالد رحمٰن۔ پاکستان میں دینی تعلیم منظر، پس منظر و پیش منظر۔ انسٹی ٹیوٹ آف پالیسی سٹڈیز: اسلام آباد 2009ء

[64] الراشدی، مولانا ابو عمار زاہد۔ دینی مدارس اور محکمہ تعلیم۔ ماہنامہ الشریعہ، گوجرانوالہ۔ اکتوبر 2020ء۔ جلد: 13، شمارہ: 10